سلسلہ مطبوعات مکتبہ ابراہیمیہ

مئے دو آتشہ

بار اول

(قیمت)

فہرست

ڈیڈیکیشن

مجموعۂ ہذا

قدر شناس و سرپرست ارباب کمال سخنور بیعدیل و بیمثال الجامع حشمت و جاہ و جلال ہز اکسیلنسی راجۂ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنتہ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای پیشکار و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی حضرت شاد مدظلہ العالی سرکار دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ کے

نام نامی و اسم گرامی سے

بہ تعمیل وصیت جناب والد ماجد مرحوم و مغفور بہ کمال ادب معنون کیا جاتا ہے

دعا گوئے دولت

سید محمد علی بلگرامی

فرزند سید کاظم علی شوکت بلگرامی مرحوم و مغفور

حالاتِ مترجم

نوشتہ

سید محمد علی بلگرامی۔ بی اے (آنرز) بی ٹی فرزند مترجم

حضرت والد ماجد سید کاظم علی صاحب شوکتؔ بلگرامی فرزند حاجی منشی سید علی حسن صاحب بلگرامی بتاریخ ۱۲ ماہ صیام ۱۲۹۳ھ بلدہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے عربی کی تعلیم پہلے اپنے والد سے اور اس کے بعد حسام الاسلام عمدۃ العلماء بحر العلوم مولانا مولوی سید نثار حسین صاحب عظیم آبادی سے حاصل کی اور فارسی آغا مرزا اجواد طہرانی سے پڑھی۔ انگریزی کی تعلیم کے لئے مدرسہ اعزہ میں شریک ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم پانے کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا

ابتداء عمر سے شعر و سخن کا ذوق تھا اساتذہ کے اشعار بکثرت یاد تھے اور زمانہ طالب علمی میں طلباء سے نہایت بحثیں ہوا کرتی گھنٹوں یہ سلسلہ قائم رہتا لیکن اشعار کی آمد میں کمی نہ ہوتی حسب ضرورت شعر موزوں بھی کرلئے جاتے۔ اس خوف سے کہ یہ قبل از وقت مشغلہ شاعری والد کے ملال کا باعث نہ ہو مشق سخن ابتداءً مخفی طور پر ہوا کرتی اور گھر کے ایک دیرینہ



شوکت بلگرامی

ملازم سے گوشۂ تنہائی میں داد سخن لیجاتی اور اس طرح پر یہ فطرتی ذوق پورا ہوا کرتا بالآخر طبیعت کے روزافزوں زور نے ذوق سخن کو پردۂ خفا سے عرصۂ ظہور میں لا نکالا اور قابل باپ نے ہنرمند بیٹے کی جودتِ طبع میں رکاوٹ پیدا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اب کیا تھا باقاعدہ مشق سخن جاری ہوئی اور غزلیں کہی جانے لگیں۔ ابتداً فصاحت لکھنوی خلف امانت لکھنوی سے اصلاح لی اس کے بعد حضرت امیر مینائی سے تلمذ اختیار کیا متقدمین میں میر و غالب کا اور متاخرین میں میر انیس کا کلام بیحد پسند تھا اور انہیں کا بیشتر مطالعہ فرماتے۔ غزل گوی کے علاوہ قصائد اور مسدس بھی کہے۔ پہلا مسدس اپنے استاد حضرت امیر مینائی کے انتقال پر کہا جس میں مادۂ تاریخ یوں نکالا ؎

ہاتفِ غم سال مینای بخواند آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

حضرت امیر مینائی کے انتقال کے بعد لائق استاد کے لائق شاگرد یعنی جانشین امیر مینائی مرحوم و مغفور نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل مدظلہ اور خلف الصدق امیر مینائی مرحوم نواب اختر یار جنگ بہادر اختر مینائی سے جناب شوکت مرحوم سے روابط اس درجہ بڑھے کہ گویا ایک دوسرے کے عزیز تھے۔ ہمیشہ شعر و سخن کا چرچا رہا کرتا چنانچہ یہ ارتباط آخر تک باقی رہا۔

مشاعروں کی شرکت بلبل ہندوستان اُستاد شاہی نواب فصیح الملک داغ دہلوی کی تشریف آوری کے بعد حیدرآباد میں شعر و سخن کا خوب چرچا ہو گیا۔ مشاعرے پابندی سے ہونے لگے۔ حضرت امیر مینائی نے حیدرآباد آنے کے چند روز بعد ہی رحلت فرمائی۔ اب شاگردان امیر میں سے چند لوگ تھے جو حضرت داغ کے شاگردوں کے مقابل میں شریک مشاعرہ ہوتے اور غزلیں سنا کر داد سخن لیتے۔ اُن دنوں جناب شوکت کی مشق بھی زوروں پر تھی۔ شباب کا عالم۔ طبیعت میں زور۔ پوری محنت و فکر سے طرحی غزلیں کہتے اور اپنے استاد بھائیوں کا ساتھ دیتے۔ چنانچہ حضرت داغ نے اپنے ایک شعر کو — خدا جانے ہمیں کیا لکھ دیا ہے۔ زبان پکڑی ہمیں جاتی قلم کی قبل مشاعرہ عام کر دیا کہ قلم کا قافیہ اگر کوئی اس سے بہتر باندھ سکتا ہو تو باندھے۔ شاگردان امیر نے خوب خوب زور طبع دکھلایا اور نئے نئے ڈھنگ سے اس قافیہ کو باندھا لیکن حضرتِ داغ کے شعر کا مقابلہ نہ ہو سکا بالآخر کامیابی کا سہرا جناب شوکت ہی کے سر رہا۔ آپ نے ایک تو مطلع کہا اور دوسرے یہ کہ حمد میں کہا۔ حضرت داغ نے بے اختیار ہو کر داد دی سے

تیری توصیف جب ہم نے رقم کی   خوشی سے کھل گئیں باچھیں قلم کی

انہیں دنوں ظہیر دہلوی شاگرد استاد ذوق حیدرآباد تشریف لائے اُن کی آمد کی تقریب میں مشاعرہ منعقد ہوا۔ طرح خواجہ وزیر کی مشہور غزل۔ بیان ہو کر

"کارواں ہو کر" ہوئی جناب شوکت نے بھی غزل کہی آپ کے ایک شعر اور مقطع پر خوب داد ملی۔ ملاحظہ ہوے کہاں گے حضرت یوسف کدھر کے قافلے والے ؛؛ اسی رستہ سے گذرے ہیں ہزاروں کارواں ہو کر۔

قلم بھی واسطی ہے اور میں بھی واسطی شوکت ؛؛ قیامت ڈھائینگے محفل میں دونوں ہمزباں ہو کر۔ ایک اور شاعرے کی غزل کا مقطع یہ ہے ۔

کیوں نہ ہو شوکت امیر نکتہ داں کا فیض ہے   آسماں سے گرتی ہے باتیں زمیں اشعار کی

کلام شوکت | یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ ترجمہ رباعیات عمر خیام جو جناب شوکت کی آخر عمر کا کلام ہے سب سے پہلے زیور طبع سے آراستہ ہو کر قدردانان سخن کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ جناب شوکت نام و نمود کو ناپسند فرماتے تھے نہ تو خود آپ نے کبھی اپنا کلام کسی رسالہ کو بھیجا اور نہ دیوان کی طبع کا خیال فرمایا البتہ مولانا حسرت موہانی[1] کے اصرار سے بمجبوری کچھ غزلیں

[1] جناب شوکت نے بسلسلہ ملازمت ایک مدت تک علی گڈھ میں قیام فرمایا اور وہیں مولانا فضل الحسن صاحب حسرت موہانی سابق ایڈیٹر اردوے معلی و مولوی احسن اللہ خان صاحب ثاقب الہ آبادی مدیر قند پارسی سے ملاقات ہوئی اور ملاقات نے بہت جلد بے تکلفی کی صورت اختیار کرلی تقریباً روزانہ دن کا بیشتر حصہ یہ تینوں حضرات ایک ہی جگہ گزارتے تھے اور ہمیشہ شعر و شاعری کے چرچے رہا کرتے۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں دو چار غزلیں نہ کہی ہوں اکثر ان کی اس دلچسپ صحبت کو یاد کرتے اور فرماتے کہ عجب پر لطف زندگی تھی چنانچہ حیدرآباد واپس آنے کے بعد جو غزل اردوے معلی میں بھیجی اس کے مطلع میں اپنے اس خیال کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

ثاقب و حسرت سے حال درد فرقت کیا کہیں ؛ کیا گذرتی ہے ہمارے دل پہ شوکت کیا کہیں +

اُردوئے معلّیٰ میں بھیجیں ایک عرصہ کے بعد یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ یہی وجہ تھی کہ خاص احباب کے علاوہ بہت سے قدر دانان سخن کو اس کا موقع نہ مل سکا کہ کلامِ جناب شوکتؔ سے لطف اندوز ہو سکیں۔ کلیات شوکتؔ مرتب ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ارباب ادب کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ مختصر تمہید جناب شوکتؔ اور اُن کی شاعری سے ناظرین کا تعارف کرانے کے لئے حوالہ قلم کی گئی۔ مفصل حالات کلیات کے ہمراہ طبع ہوں گے۔

رنگ و نمونۂ کلام | یوں تو ابتدائے عمر کے کلام میں عشقیہ رنگ بھی ہے۔ لیکن جناب شوکتؔ کی طبیعت میں سوز و گداز زیادہ تھا۔ اسی لئے میرؔ اور انیسؔ کا کلام مطبوع خاطر تھا اور یہی رنگ انہوں نے خود بھی اختیار کیا چنانچہ فرماتے ہیں ؎

دل ہے شوکتؔ کا جو حسرت کدۂ بزم نشاط
کیفیت اس کے ہر ایک شعر میں فریاد کی ہے

اوائل عمر میں طویل ترکیب بند موسوم بہ صبح امیدؔ۔ شام غربتؔ اور گورِ غریباںؔ نظم فرمائے اُن سے طبیعت کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ گردش زمانہ نے حسرت مند طبیعت کو بہت ہی جلد حرمان و یاس کا شکار کر دیا یعنی شباب کے ساتھ ہی سامان راحت و اطمینان بھی رخصت ہوئے اور عمر کا آخری حصہ انتہائی تفکرات میں بسر ہوا یہی وجہ تھی کہ آخر عمر کے کلام میں آلام و مصائب

کی داستان" "بے ثباتی دنیا و عیش دوروزہ کی ناپائداری" "بے وفائی ارباب زمانہ کی" "دل آزاری کا انجام اور دلشکنی سے حذر" "شکوۂ احباب" اور "منعم حقیقی پر توکل" کی جھلک نظر آنے لگی۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو

"آلام و مصائب کی داستان"

اے سوسن لب بستہ ای نرگس نور ستہ
کہدو کہیں دیکھے ہوں گر ہم سے جگر خستہ

کہدینا رہ عشق سلام اس سے ہمارا
اس راہ سے گذرے جو کوئی خاک بسر اور

بجز داغ تمنا کچھ نہ دیکھا ہم نے گلشن میں
بتاؤ ہمصفیرو تم نے کیا گلزار میں دیکھا

اُٹھائیں سختیاں دنیا میں اوروں کیلئے ہم نے
دل اپنا رنج کا خوگر ہوا راحت رساں ہو کر

مرثیہ تھا کہ داستاں دل کی
رو پڑے سن کے سب کھڑے بیٹھے

"بے ثباتی دنیا اور عیش دوروزہ کی ناپائداری"

بیٹھ جا فرش زمین پر خس و خاشاک نہ دیکھ
خاک ہونا ہے تجھے جانب افلاک نہ دیکھ

اے عندلیب باغ جہاں میں نہ دل لگا
ناپائدار رنگ ہے اے بے اعتبار گل

تمہید ہے خزاں کی یہ ہنگامۂ بہار
اچھا ہے میر انخل تمنا ہرا نہ ہو

وقف اوروں کیلئے سمجھے دوروزہ زندگی
آدمی ہستی سے اپنی باخبر اتنا تو ہو

اس کی خوشی کو دیکھ کے ہوتا ہے دل کو رنج
جس مست آرزو کو غم انتہا نہ ہو

"بے وفائی ارباب زمانہ"

تلاش مہر و وفا ہے ہمیں زمانے میں
چلے ہیں ڈھونڈنے عنقا کو آشیانے میں

دنیا کا رنگ دیکھ کے کہتا ہے دل یہی
نام وفا زبان سے نہ لوں میں جو بس چلے

نہیں ہے صفحۂ ہستی پہ اب باقی نشاں اسکا
وفا کا نام دیکھا ہے پرانی داستانوں میں

عمر بھر موردِ جفا ہی رہے
ہم کو رسم وفا نہ آئی راس

وفا کا نام جو سنتے ہو آج کل شوکتؔ
وہ ایک رسم تھی اگلے زمانہ والوں میں

"دل آزاری کا انجام اور دلشکنی سے حذر"

نہ چھالے رہروانِ عشق کے پھوٹے ہو دیکھو
بتو آنکھیں خدا اگر دے تو دل ٹوٹے ہوئے دیکھو

اسیرانِ قفس کی آہ نے کیا گل کھلائے ہیں
ذرا صحنِ چمن میں پھول یہ ٹوٹے ہوئے دیکھو

دور تک جاتا ہے او سفاک تیرے صدا
انسے ڈرو جو خوف سے کرتے نہیں فریاد بھی

دیکھو ہنسی میں بھی نہ کسی کو برا کہو
شکوہ کرو اگر تو محبت کی راہ سے

خوش ہوتے ہو کیا دیکھ کے رنجور کسی کو
تقدیر نہ کردے کبھی مجبور کسی کو

"شکوۂ احباب"

آشنا ہی اس زمانہ کے نہیں نا آشنا
بلکہ اب بیگانۂ تاثیر ہے فریاد بھی

رہیں گی چرخ کی بے مہریاں نصیب عدو
ہمیں کرینگے ہمارے ہی مہرباں برباد

ہے مقدر سے شکایت نہ گلہ دشمن سے
دوست ہنستے ہیں میرے رونے پہ رونا ہے یہی

بیزار اہل درد سے او بے وفا ہو
ہم آپ زندگی سے خفا ہیں خفا نہ ہو

امتحان دوستوں کا کر لیں گے
اپنا دشمن اگر زمانہ ہوا

"منعم حقیقی پر توکل"

میں اول سے سمجھتا ہوں کہ بالآخر ہے تو میرا
بڑھاپے منہ چھپا کر اور جوش آرزو میرا

فقیر عشق کو کیا چاہیئے وہ اور کیا مانگے
زمین و آسماں قبضہ میں تیرے اور تو میرا

کریم میں تیری رحمت سے ناامید نہیں
کئے کی شرم تھی اندیشۂ مآل نہ تھا

خدا سے لو لگا زیر قدم منزل سمجھ اپنی
یہ دو باتیں سنیں ہم نے زبان شمع مدفن سے

تیری ہی جستجو میں چلے جو نفس چلے
مٹ جائے دل وہ جسمیں ہوائے ہوس چلے

ترجمہ رباعیات عمر خیام

رباعیات عمر خیام کا ترجمہ ایک فرمایش کی تکمیل تھی۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ جناب شوکت نے مذمت شراب میں چند رباعیاں کہیں چونکہ مولوی علی حیدر صاحب علامہ نظم طباطبائی المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ بہادر کی ایک مستقل مثنوی متعلق مذمت شراب طبع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکی تھی اس لئے بعض احباب نے جناب شوکت کو مشورہ دیا کہ کہے ہوے مضمون کو دہرانا بیکار ہے بجائے اس کے رباعیات عمر خیام کا ترجمہ اردو رباعی میں جو ابھی تک نہیں ہوا ہے ہو جائے تو مناسب ہے احباب کے اصرار نے اس کام کی ہمت بندھوائی ورنہ آخر عمر میں افکار کی زیادتی اور سلسلۂ علالت کی شدت سے فکر سخن کی تاب نہ رہی تھی۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ رباعیات پڑھی جائیں اور جو رباعی اپنے خاص

رنگ کی سمجھی جاتی یا کسی باعث مطبوع خاطر ہوتی اس کا مضمون مناسب الفاظ میں ادا کیا جاتا۔ لفظی ترجمہ کی پابندی پر مطلق توجہ نہ تھی ادائے خیال کا جو بہترین اسلوب سمجھتے اختیار کرتے اور زیادہ تر یہ کوشش ہوتی کہ لطف سخن ہاتھ سے نہ جائے (اس کی تصریح جناب شوکت نے اپنے مختصر دیباچہ میں بھی فرمائی ہے جو شامل مجموعہ ہذا ہے) تقریباً تمام رباعیات کے ترجمہ میں اصل رباعی کا مضمون قائم رکھا ہے۔ البتہ ترتیب میں تقدیم و تاخیر سے کہیں کہیں فرق بھی نظر آئے گا۔ لیکن صرف اتنا ہی ہے کہ اصل رباعی کے مضمون کے علاوہ اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ جس سے حسن بیان میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ترجمہ کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب شوکت نے نہ صرف خیام کے الفاظ کو پیش نظر رکھا ہے بلکہ اس کے نفس مضمون کو لیکر اس انداز سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے کہ ترجمہ میں جان آگئی ہے اور پڑھنے والے کو اصل کا لطف آتا ہے افسوس کہ یہ فرمایش بعد از وقت ہوئی اور سلسلۂ علالت نے کچھ ایسی طوالت اختیار کی کہ یہ شوق ناتمام رہا بقول مترجم "فکر معاش نے فکر سخن کے قابل نہ رکھا اور یہ دفتر ناتمام رہا"

مے دو آتشہ | تاج الکلام و خمخانۂ خیام

جناب شوکت کا ناتمام ترجمہ ابھی مسودہ ہی کی صورت میں تھا کہ رباعیات عمر خیام کے دو اردو ترجمہ طبع ہو کر شائع ہو گئے۔ پہلا ترجمہ مولوی لائق حسین صاحب

قوی امروہوی کا ہے جو جناب شوکت کے انتقال کے تین ماہ بعد اپریل ۱۹۲۴ء
میں شاہجہانی پریس دہلی سے شائع ہوا۔ قوی صاحب نے ۴۴۷ رباعیات
کا منظوم ترجمہ فرمایا ہے لیکن اس کی پابندی نہیں کی کہ رباعی کا ترجمہ رباعی
ہی میں ہو۔ البتہ افسر الشعراء آغا شاعر قزلباش دہلوی نے اس کا لحاظ رکھا ہے
یہ ترجمہ جناب شوکت کے انتقال کے تین سال بعد ۱۹۲۷ء میں شایع ہوا۔
افسر الشعرا صاحب نے ۲۰۰ رباعیات کو انتخاب کرکے اردو رباعیات
میں ترجمہ فرمایا ہے اور اس کی کوشش کی ہے کہ ترجمہ بامحاورہ بھی ہو اور
لطف شاعری بھی قائم رہے چنانچہ وہ ترجمہ کی خصوصیات کے ضمن میں لکھتے
ہیں "میرے خیال میں اس ترجمہ کو وہی احباب چٹخارے لیکر پڑھ سکتے
ہیں جو فارسی زبان اور اردوئے معلیٰ دونوں پر عبور کامل رکھتے ہیں۔۔۔
یہ بھی واضح رہے کہ یہ لفظی ترجمہ نہیں مکھی پر مکھی مارنا مجھے نہیں آتا" دیباچہ
خمخانۂ خیام صفحہ ۹۔

افسر الشعرا صاحب کو اپنے دعوؤں میں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے
اس کا اندازہ ناظرین خمخانۂ خیام کو ہوگا۔ یہاں صرف یہ بتلا دینا مقصود
ہے کہ جناب شوکت کے ترجمہ کی خصوصیات بھی جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے
ان کی خصوصیات سے ملتی جلتی ہیں۔ تقریباً دونوں نے ایک ہی طرح کی
پابندیوں کا لحاظ رکھا ہے۔ میدان سخن ایک ہی ہے اور منزل مقصود واحد۔ اب رہا یہ

لطف زبان کو قائم رکھ کر لفظی ترجمہ نہیں بلکہ ادائے مضمون میں کس کو زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔ ناظرین کے ذوق طبع اور نکتہ شناسی پر اس کا فیصلہ موقوف ہے تقریباً (۲۵) رباعیات ایسی ہیں جن کا ترجمہ دونوں صاحبان کمال نے کیا ہے ان کا ایک نمبری جدول بطور ضمیمہ اس مجموعہ میں شامل ہے تاکہ صاحبان ذوق کو مقابلہ میں سہولت ہو یہاں بطور نمونہ صرف پانچ رباعیات مع ترجمہ پیش ہیں۔

(۱)

بابط می گفت ماہیئے در تب و تاب	باشد کہ بجوئے رفتہ باز آید آب
بط گفت چو من و تو گشتیم کباب	دنیا پس مرگ ما چہ دریا چہ سراب

خیام

ایک مچھلی نے بط سے کہا ہو کر بے تاب	شاید کہ یہ ندی ہو دوبارہ پر آب
بط بولی دوانی ہوئے ہم تم جو کباب	یکساں ہے ہمیں کچھ بھی ہو دریا کہ سراب

افسر الشعرا

بط سے کہتی تھی ماہئی سینہ کباب	کیا ہو جو نئے سے اُبل آئے آب
بط نے جلکر کہا جب ہم نہ رہے	ہے ایک ہمارے بعد دریا و سراب

شوکت

(۲)

ای چرخ فلک خرابی از کینہ تست	بیدادگری عادت دیرینہ تست
اے خاک اگر سینہ تو بشگافند	بس گوہر قیمتی کہ در سینہ تست

خیام

یہ ظلم و ستم چرخ ترا کینہ ہے
بیداد گری عادتِ دیرینہ ہے
اے خاک ترا قلب اگر چاک کریں
لبریز جواہر سے ترا سینہ ہے

افسر الشعرا

پامال ہے اے فلک زمانہ تیرا
قبروں پہ کھچا ہے شامیانہ تیرا
اے خاک یہ لخت دل ہیں اور اشک یتیم
یاقوت و گہر نہیں خزانہ تیرا

(۳)

شوکت

در فصل بہار بابت حور سرشت
یک کوزۂ مے اگر بود بر لب کشت
ہر چند بہ نزد عالم بد باشد این
از سگ بترم اگر کنم یاد بہشت

خیام

ہو موسم گل اور بت حور سرشت
بھر بھر کے مجھے جام پلائے سر کشت
پھر چاہے کسی کو بھی میری بات نہ بھائے
میں کتے سے بدتر ہوں جو لوں نام بہشت

افسر الشعرا

ہو جوش بہار آبشار و لب کشت
جام مئی و دست ساقی حور سرشت
اُس دور نشاط و بیخودی میں شوکت
دوزخ ہو نصیب یاد آئے جو بہشت

(۴)

شوکت

من بندۂ عاصیم رضائی تو کجاست
تاریک دلم نور و صفائی تو کجاست
ما را تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی
این مزد بود لطف و عطائی تو کجاست

خیام

پاپی سہی پر تیری رضا ہے وہ کہاں
تاریک ہے دل نورِ صفا ہے وہ کہاں
گر مجھ کو بہشت بندگی سے بخشا
اجرت ہوئی یہ لطف و عطا ہے وہ کہاں

افسر الشعراء

ہوں غرق گناہ جوشِ غفراں ہے کہاں
ہے قلب سیاہ نورِ ایماں ہے کہاں
فردوس ہے گر فقط عبادت کا عوض
اے بارِ الٰہ تیرا احساں ہے کہاں

شوکت

(۵)

گویند مرا چو سور با حور خوش است
من می گویم کہ آب انگور خوش است
این نقد بگیر و دست ازان نسیہ بدار
کآواز دہل شنیدن از دور خوش است

خیام

کہتے ہیں سب کہ حور با سور ہے خوب
میں کہتا ہوں افشردۂ انگور ہے خوب
یہ نقد سنبھال قرض کی توقع چھوڑ
ڈنکے کی صدا سہانی پر دور ہے خوب

افسر الشعراء

زاہد دیوانے خلد اور حور کے ہیں
عاشق میخوار آب انگور کے ہیں
بے جام شراب بول واعظ کے نہ سن
چھوڑ ان کا خیال ڈھول یہ دور کے ہیں

شوکت

ترجمہ رباعیات خیام کا سلسلہ شروع ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا اور دو میئے "دو آتشہ" کے ابھی ۲ ۳ جام بھرنے پائے تھے

کہ جناب شوکت کا ساغرِ زندگی لبریز ہو گیا۔ بغرض علاج دمہ کلکتہ تشریف لیگئے اور وہیں بتاریخ ۱۳ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۴۲ھ داعی اجل کو لبیک کہا اور مٹیا برج میں پیوند خاک ہوے۔ بقول خود

مٹ گیا کون غریب الوطنی میں شوکت
بیکسی گورِ غریباں سے عیاں ہوتی ہے

حالات نوشتۂ مصنف عالیجناب مولوی علی حیدر صاحب نواب حیدر یار جنگ بہادر علامہ نظم طباطبائی مد ظلہ

بسم اللہ ولہ الحمد

عمر خیام مشاہیر فلاسفہ اسلام میں حکیم فیلسوف اور مہندس صاحب زیچ ہے۔ افعال عباد میں جبر کا قائل یا اسی مذہب کی طرف مائل ہے صوفیہ کرام کے کسی سلسلہ میں اس کا شمار نہیں لیکن مسئلہ جبر میں اصرار اور معاد جسمانی کے انکار میں یہ بھی اسی طبقہ عالیہ کا ہم نوا ہے۔ اور یہی سبب ہوا کہ یورپ کے اکثر افراد جو قید مذاہب سے آزاد ہیں اسکے کلام کے شیفتہ و وارفتہ ہو گئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ خیام شمشیر برہنہ ہے صداقت میں لگی لپٹی نہیں رکھتا۔ یورپ کے نامور شعرا بھی اس آزادہ روی کے ساتھ قید مذہب سے باہر نہ ہو سکے۔ اس کی رباعیات کا بڑا موضوع یہ ہے کہ "انسان خاک میں

ملنے والا ہی یہ غریب قابل رحم ہے اسے دنیا میں پھر نہیں آنا ہی لذات دنیا میں سے جس نعمت پر دست رس ہو اوس سے باز نہ رہی اور بس مغتنم سمجھو۔ دنیا سے ترسا ہوا نہ جائے اس ایک مضمون کو کتنے اسلوبوں سے شاعر نے بیان کیا ہی۔ ایک سے ایک بڑھ کر۔ ایک سے ایک بہت بلاغتہ اسی کا نام ہے کہ معنی مقصود کو متعدد اسلوبوں سے بیان کرکے دکھا دے کہ دیکھو مطلب کو اس طرح واضح یا واضح تر کر دیتے ہیں مطلب شعر ایک نازنین ہی کبھی اس نے جھلک دکھا دی کبھی آواز سنا دی کبھی آغوش میں چلی آئی۔ شاہد معنی کے یہ سب جلوے دل کش و دلفریب ہیں۔ اس لحاظ سے خیام کا کلام منتہائے درجہ بلاغت کو پہنچا ہوا ہی۔ یہ فارسی عربی دونوں زبانوں میں اپنے ہی رنگ کے شعر کہتا تھا۔

خیام کے سال ولادت و وفات کا پتہ لگانے میں مولوی اکرام اللہ صاحب صدیقی نے بہت کاوش کی ہے ان کی تحقیق کے موجب اگر سنہ ۱۰۹ھ سنہ ولادت اور سنہ ۵۲۷ھ وفات سمجھ لیا جاوے تو خیام کی عمر ایک سو اٹھارہ یا سترہ برس کی نکلتی ہے گو یہ بات محالات میں سے نہیں لیکن مستبعد ضرور ہے اس میں شک نہیں کہ اسکا زمانہ انہیں دونوں سنوں کے درمیان کا ہے۔ نیشاپور کو اسکے مولد و مدفن ہونیکا فخر ہے۔ الپ ارسلان و ملک شاہ سنجر سے سلاطین اسکا اعزاز



حکیم عمر خیام

واحترام کرتے تھے۔ امام غزالی کا معاصر ہی۔ تجرد و عزلت میں اُس نے عمر بسر کی کبھی ملکی خدمتوں کو قبول نہیں کیا۔

سید کاظم علی شوکت بلگرامی مرحوم نے اس کی رباعیوں کا ترجمہ قابل ستایش کیا ہے۔

علی حیدر طباطبائی

دیباچہ

بسم اللہ ولہ الحمد

ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں اور پھر نظم کا نظم میں اسقدر مشکل ہے کہ سوا قادر الکلام صاحب زبان کے دوسرا اُس پر قلم نہیں اٹھا سکتا اور وہ بھی اپنے قلم سے صرف اس قدر کام لے سکتا ہے کہ ایک سدا بہار گلاب کی صحیح تصویر صفحہ قرطاس پر کھینچ دے لیکن اس میں قدرت کا اصلی رنگ بھرنا اور اس روح پرور خوشبو کا پیدا کرنا جو مشام جان کو تازہ کردے صرف اُسی مصور فطرت کا کام ہے جو روح القدس کا حقیقی شاگرد یعنی پیدائشی شاعر ہو۔ مجھ سے جب ترجمہ رباعیاتِ عمر خیام کی فرمائش کی گئی تو امید نہ تھی کہ میں اس مئے مردافگن کا حریف بن سکونگا، لیکن کوشش کرنے سے معلوم ہوا کہ ؎

ہنوز آن ابر رحمت درفشانست

خم و خمخانہ با مہر و نشانست

صرف ایک ہفتہ کی کوشش میں پچیس تیس رباعیوں کا ترجمہ کر لیا اگر زمانہ

مہلت دیتا تو اسی طرح یہ کام پورا ہو جاتا لیکن فکر معاش نے فکر سخن کے قابل نہ رکھا اور یہ دفتر ناتمام رہا اگر آیندہ خدا نے فضل کیا اور وقت ملا تو میں خود اس ترجمہ کو پورا کرونگا ورنہ یہ نمونہ دوسرے ہم مشربوں کو جوش دلائیگا۔ بڑا خیال رکھا ہے کہ نفس مضمون ہاتھ سے نہ جائے اور تاثیر کلام بھی باقی رہے۔ اب رہا لفظی اختلاف یا انداز بیان کا جداگانہ پیرایہ اس سے اصلیت میں کوئی فرق نہیں آتا جام بلور کسی صورت کا ہو شراب اپنا رنگ ضرور دکھائیگی۔ ظروف کے بدلنے سے آتش سیال کی تاثیر نہیں بدل سکتی۔ جہاں اصل و ترجمہ میں اختلاف ہے وہاں وجہ اختلاف بھی موجود ہے مثلاً رباعی نمبر (۱۰) میں خیام کا یہ دعوی کہ۔ صد کعبہ آب و گل بیکدل نہ رسد۔ دلیل کا محتاج تھا۔ یا رباعی نمبر (۱۳) میں ابتدائی اور انتہائی حالت دکھائی گئی تھی اور عروج کا زمانہ نظر انداز ہو گیا تھا اسی طرح ہر جگہ غور کرنے سے نکتہ شناسوں پر کوئی نہ کوئی نکتۂ پنہاں ظاہر ہوگا۔ خواہ وہ لطف زبان سے متعلق ہو یا خوبی مضمون سے۔ مختصر یہ کہ اختلاف عجز طبیعت کیوجہ سے نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ایک شاعر سے اس کی امید رکھنا کہ وہ دوسرے کے تخیلات کا پابند رہے اس پر ظلم کرنا ہے میں اپنے اس قول کی تائید میں مسٹر ویفیلڈ کے دو فقرے ذیل میں نقل کرتا ہوں جس سے میرے خیال کی زیادہ توضیح ہوگی وھو ھذا

ترجمۂ عبارت وینفیلڈ

"اگر مترجم پیام کو حرف لفظ بلفظ اپنے سامعین کی زبان میں بیان کردے اور اجنبی زبان کے فقروں محاوروں اور ترکیبوں کو تغیر نہ دے تو اس لفظی ترجمہ میں کوشش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ پیام سامعین کے سمجھنے کے قابل نہ رہیگا۔

فٹزجرلڈ خلقی شاعر تھا اوس نے رباعیات عمر خیام کے ترجمہ میں آزادی تغیر الفاظ وغیرہ سے کام لیا ہے جو نتیجے یعنی رباعیات کے ترجمہ کے لطف کو دیکھکر قابل اعتراض نہیں معلوم ہوتا"۔

آخر میں مجھے اسکا افسوس ہے کہ جس طرح مسٹر براؤن فارسی کے مستند عالم ہیں ایسا کوئی اردو کا ماہر فن زباندان انگریزوں میں نہیں جو میرے ترجمہ کی داد دے۔ اگرچہ ہماری مردہ قوم ہی میں ایسے بزرگ ابھی زندہ ہیں جن کی اردو فارسی اور انگریزی کا اہل زبان لوہا مانے ہوئے ہیں مگر ان نقادان فن کا مجھ سے گدائے متنکبر و گوشہ نشین کیطرف متوجہ ہونا اور اس ترجمہ کو بنظر تنقید دیکھنا ایسا مشکل مضمون ہے جسکا بیان میرے لئے تو ترجمہ رباعیات عمر خیام سے زیادہ دشوار ہے ؎

غمگیں ہو تو سوز نفس سرد کو سمجھے ہ جس دل میں نہو درد وہ کیا درد کو سمجھے

سید کاظم علی شوکت بلگرامی

مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت حضرت شاد کے سی۔ ایس آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ پیشکار و صدر اعظم باب حکومت

مئے دو آتشہ

یعنی

اُردو ترجمہ منظوم رباعیات حکیم عمر خیام نیشاپوری

وہ گلدستہ معنی جس کی تکمیل و اشاعت کی نواب عماد الملک بہادر کے ایسے عالی دماغ اور مستند عالم آرزو کریں۔ جس کی توصیف میں صدر یار جنگ مولانا شروانی سا نازک خیال و نکتہ شناس رطب اللسان ہو کسی مزید تعریف کا محتاج نہیں۔ میں حضرت شوکت کو ایک مدت سے جانتا اور ان کی طباعی اور معجز طرازی کو مانتا ہوں لیکن اس ترجمہ سے انکی قادر الکلامی کا جیسا ثبوت مجھے ملا ہے اس سے پہلے نہ ملا تھا۔ اکثر احباب بلحاظ فضل تقدیم پچھلوں کو اگلوں پر ترجیح دینے کو خلاف پاس ادب سمجھتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ بات عقل سے دور ہے کہ محض قدامت پرستی کے خیال سے

انصاف کا خون کیا جائے۔ خیام دنیا کا مانا ہوا حکیم ہے۔ شوکت کو وہ مرتبہ حاصل نہیں مگر جو لالہ زار سخن اسوقت پیش نظر ہے اسکے آگے نیشاپوری گلاب کا رنگ پھیکا معلوم ہوتا ہے۔ کون ناحق شناس اس ترجمے کو ترجمہ کہیگا واقعہ یہ ہے کہ شوکت کے زور قلم نے خیام سے میدان سخن چھین لیا ہے، جس کی وجہ سے اہل نظر کی نظر میں اس تالیف نے تصنیف کا مرتبہ حاصل کیا ہے اس نکتہ کو سمجھنا ہو تو مولانا شروانی کی تقریظ کو دیکھو۔ انکی منصفانہ موشگافی نے اس گتھی کو خوب سلجھایا ہے یا ذیل کی رباعی پر نظر انصاف سے غور کرو جو میرے دعوے کی روشن دلیل ہے۔ حکیم خیام فرماتے ہیں کہ رباعی

پیش از من و تو لیل و نہاری بوداست   گردندہ فلک زبہر کاری بوداست
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی   کان مردمک چشم نگاری بوداست

اللہ اللہ یہ شاعری ہے یا ساحری۔ یہ نیرنگ طبیعت ہے یا خدا کی قدرت۔ خیر یہ عبرت و حسرت کی تصویر تو دیکھ چکے۔ اب ذرا دل شکستہ شوکت کی فریاد بھی سن لو۔ وہ کہتے ہیں۔ رباعی

پہلے بھی یہ رنگ چرخ مینا ہونگے   پہلے بھی دور دار دنیا ہونگے
یہ مردمک چشم تمنا ہونگے   اس خاک کے ذرو نپہ قدم دیکھکے رکھ

بندش کی چستی دونوں رباعیوں کی یکساں ہے۔ لفظوں کی دلآویزی "نقاش نقش ثانی بہتر کشد زاول" کی تفسیر ہے۔ کیونکہ حسرت کا رنگ جیسا

دوسری تصویر سے نکلتا ہے پہلے سے نہیں ظاہر ہوتا۔ اب ہیں معنوی خوبیاں ان میں ذیل کی باریکیاں قابل غور ہیں۔

خیام نے صرف گذشتہ دنوں اور راتوں کو یاد کیا ہے لیکن شوکت نے زمانے کے تمام گذرے ہوئے انقلابات کو پیش نظر رکھا ہے اور تفرقہ پرداز فلک کی نیرنگیوں پر خون دل بہایا ہے۔ آخر میں خیام خاک کو مردمک چشم نگار بتاتا ہے۔ لیکن خاک کو مردمک سے کوئی تشبیہ نہیں بخلاف اس کے شوکت کو خاک کے ذرے آنکھ کی پتلی نظر آتے ہیں جو تشبیہ تام ہے علاوہ اس مشابہت کے ایک قیامت کا اشارہ یہ ہے کہ جو خفتگان عدم کرۂ خاکی پر حکومت کرتے تھے آج خود خاک کے ذرے بنے پڑے ہیں۔ اب مردمک کے متعلق ایک نکتہ اور سمجھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ خیام خاک کو معشوق کی آنکھ کی پتلی کہتا ہے۔ اور شوکت چشم عاشق مشتاق کی پتلی۔ دیکھنے میں پہلی ہی صورت اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ تو دیکھو کہ نگاہ عبرت کیا کہتی ہے معشوق کی آنکھ وہ ظالم آنکھ ہے جسکو عاشق کش کہتے ہیں اس کی ایک گردش ہزاروں کو سرگرداں وخانہ برباد کردیتی ہے۔ پھر وہ پامال کیوں نہو۔ اصولاً ظالم کو ظلم کا عوض ملنا چاہئے۔ مگر عاشق کی حرمان نصیب آنکھ جو تمام عمر پامال راہ شوق رہی اس سلوک کی مستحق نہیں کہ خاک میں ملنے کے بعد بھی روندی جائے۔ المختصر اس مختصر تبصرہ سے

ارباب بصیرت پر واضح ہو گا کہ میں نے بہت غور کے بعد "مئے دو آتشہ"
کو جوہر روح مانا ہے۔ ملک اور اہل ملک کا فرض ہو کہ مصنف کی اس
جانکاہی کی قدر کریں اور اپنے اس بادشاہ جمجاہ عالم پناہ سلطان العلوم
نواب میر عثمان علیخان بہادر آصف سابع خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کو حق
میں دست بدعا رہیں جس کی شعاع توجہ سے آسمان علم وادب پر ایسے
ایسے درخشندہ آفتاب طالع ہوئے جن کی روشنی مغرب کو مشرق کا
تماشائی بنادے تو کوئی تعجب نہیں کاش یہ رباعیاں اسی شان سے
چھپیں جس شان سے فٹز جرلڈ کی ترجمہ رباعیان باتصویر شائع ہوئی ہیں

فقیر کشن پرشاد یمین السلطنتہ

۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ

بزرگ قوم نواب عماد الملک بہادر از بل مولوی سید حسین صاحب بلگرامی

سید کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی نے چند رباعیات عمر خیام کا
اردو میں ترجمہ کیا ہے اور قابل قدر ترجمہ کیا ہے۔ لطف یہ ہو رباعی کا
ترجمہ رباعی میں کیا ہے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا

خصوصاً نظم سے نظم میں ترجمہ کرنا نہایت دقت کا کام ہو سید کاظم علی صاحب نے اپنے زوردار دیباچے میں ان مشکلات کو اس خوبی کے ساتھ حوالہ قلم کیا ہے کہ اس کی زیادہ توضیح کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

باوجود ان مشکلات کے سید کاظم علی صاحب کا ترجمہ قابل قدر ہو بعض رباعیوں کا ترجمہ اسقدر عمدہ اور پر مذاق ہو کہ پڑہنے والے کو اصل کا مزہ ملتا ہے۔ کاش سید صاحب اس کام کو پورا کرکے چھوڑیں تاکہ اُردو ادب میں ایک عمدہ اضافہ ہوجائے فقط

عماد الملک

معجز بیان مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب شروانی
المخاطب بہ
نواب صدر یار جنگ بہادر سابق صدر الصدور دولت آصفیہ

مئی دواتشہ

نظم کے اقسام چہارگانہ۔ غزل۔ قصیدہ۔ مثنوی۔ رباعی میں قسم چہارم سب سے مختصر اور مشکل ہو۔ گویا اس رباعی کا مصرعہ چہارم ہے۔ غزل کے استاد سو دو سو قصیدے کے بیسیوں۔ مثنوی کے دس بیس

رباعی کے پانچ سات گذرے ہیں۔ حضرت ابوسعید ابوالخیر حکیم عمر خیام۔ مولانا سحابی نجفی۔ سرمد۔ ایک دو اور ہونگے۔

یہ مطلب نہیں کہ رباعی کہنے والے اسی قدر ہیں۔ کلام استادی میں ہے۔ شیخ علی حزیں کی رباعیوں کا حجم ایک دیوان کے برابر ہے مگر بہت شبہ ہے کہ ان میں سے چند میں بھی سحابی نجفی کے "دربائے یتیم" کی آب و تاب ہو۔

وجہ زیادہ مخفی نہیں۔ رباعی کا وزن مخصوص ہے زبان مخصوص خیال پورا ہو۔ نادر ہو۔ توحید۔ حکمت یا عشق کا نچوڑ اسمیں ہو۔ ان قیود کے ساتھ چاروں مصرعے باہم ایسے مربوط ہوں کہ ایک پھول کی چار پنکھڑیاں معلوم ہوں۔ قلم شکن یہ کہ چوتھا مصرعہ کڑی کمان کا تیر بنکر نکلے جو دل پر جا کر بیٹھے۔

خلاصہ یہ کہ ہر صنف سخن کی جان رباعی میں کھپانی پڑتی ہے۔ غزل کی تڑپ قصیدے کی متانت مثنوی کا تسلسل رباعی میں ہو۔ اس کے ساتھ رباعی کا وہ مخصوص اختصار جو میدان سخن کو تنگ کر کے اشہب قلم کی کمر توڑ دیتا ہے۔ حاصل کلام عطر سخن رباعی ہے۔

نیشاپور کے میخانہ قدیم میں ایک پیر سگدہ خیام تھا جسکے جام میں حکمت کا امتزاج ہوا۔ اس امتزاج سے نشہ دوبالا ہو کر جو رنگ لایا اوسکی جھلک

اس بادۂ شیراز میں ہے ؎

ازان افیون کہ ساقی در مئے افگند　　حریفاں را نہ سر ماند نہ دستار

ممالک ایشیا اس نشہ سے جھوم ہی رہے تھے یوروپ بھی جام اول میں بیخود ہوگیا۔ افلاطون کدۂ بلگرام کے خم نشین شوکتؔ نے اس بادۂ کہن کو تازہ روانی بخشی اور دورِ جدید سے آشنا کیا یعنی نیشاپوری شراب اردو کے کیمپ میں لنڈھائی۔ اس دور جدید سے نشہ کی رسائی دوبالا ہوگئی۔ اسی مئی دوآتشہ پر اسوقت ایک نظر ڈالنی ہے مبادا دامن صدارت پر دھبہ لگے۔ اسلئے ایک شعر اول سنا دیتا ہوں ؎

نہ من تنہا درین میخانہ مستم　　جنید و شبلی و عطار شد مست

خیام غم دنیا اور مصائب زندگی کو ساغر بادہ کی مدد سے فراموش یا گوارا کرنا چاہتا ہے۔ بے ثباتی دنیا کا نقشہ ہمہ وقت پیش نظر ہے اسلئے وہ دل لگانے کے لائق نہیں نہ اسکی مصیبتوں کا دردسر مول لیا جاسکتا ہے۔

یہانتک خیام و حافظ کی حد مشترک ہی مگر حافظ کے رنگ میں رندی و مستی کا غلبہ ہی اسلئے غزل کے رنگ میں ترنم ریز ہیں۔ خیام کے یہاں حکمت و فلسفہ کا انبار ہی اس لیئے رباعی کے وقار سے گرانبار ہیں اس گرانباری نے خود رباعی کے وقار کو بڑھا دیا اور مضمون مشکل سے مشکل تر ہوگیا۔

رباعیات خیام کا ترجمہ اردو رباعی میں معلوم نہیں کس ستم ظریف نے یہ ستم ایجاد کیا۔ اول تو اردو میں رباعی کا میدان فارسی سے بھی زیادہ تنگ ہی۔ انیس و دبیر اگلوں میں اور حالی پچھلوں میں ایسے ہوئے کہ اون کی رباعیاں مطبوع طبائع ہوئیں۔ اسپر طرہ یہ کہ خیام کی رباعیاں ترجمہ کے لئے منتخب ہوئیں اردو میں اور رنگ ہو تو ہو مگر فلسفہ کا رنگ تو ہنوز مرہون بیرنگی ہے۔ غالب نے ضرور اسپر قلم اٹھایا مگر وہاں شگفتگی و رنگینی ہر خیام کے یہاں رنگ صوفیانہ ہی اودا سی لئے ہوئے اور یہی فلسفہ کا اصلی رنگ ہے۔

لوگ ابتک یہ نہیں سمجھے ہیں کہ نظم کا ترجمہ نظم میں کیا معنی رکھتا ہے ترجمہ موزوں ہوکر نظم بے لطف نثر بنجائے یہ ظلم ہے۔ حال میں ایک ادب شناس نے غزل خسرو ترجمہ کے واسطے پیش کی۔ ترجمہ ہوا۔ موزوں ہوا مگر نہ شعر تھا نہ تغزل۔

ترجمہ نگار کو چاہیے کہ اصل کلام میں غواصی کرے در مقصود کو تہ سے نکالے۔ اپنے انداز سے سجائے اور ارباب نظر کے سامنے پیش کرے۔ جناب شوکت کے ترجمہ میں یہ مراتب ملحوظ ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

رفتیم و زما زمانہ آشفتہ بماند ۔۔۔ باآنکہ زصد گہر یکی سفتہ نماند
افسوس کہ صد ہزار معنی دقیق ۔۔۔ از بیخردی خلق ناگفتہ بماند

خیام

مٹنے پہ بھی ہم سے خلق آشفتہ رہی
سالک گہر امید ناسفتہ رہی
جو منہ سے کہا اوسے نہ سمجھا کوئی
کہنے کی جو بات تھی وہ ناگفتہ رہی

شوکت

"صد ہزار معنی دقیق" کے مقابلہ میں "کہنے کی جو بات تھی" ہر چند کہ لفظی ترجمہ نہو مگر ذوق سلیم کہہ اٹھیگا کہ وہی کہا جو کہنا تھا۔ دوسرے مصرعہ کا ترجمہ کیسا بے لاگ ہوگیا ہے۔ اس نکتہ کو نہ بھولنا کہ اوداسی کی لَے اصل سے ترجمہ میں بڑھ گئی ہے۔

این کوزہ چو من عاشق زاری بودہ است
در بند سر زلف نگارے بودہ است
این دستہ کہ در گردنِ او می بینی
دستیست کہ بر گردن یاری بودہ است

خیام

غم ہجر کا میری طرح سہتا ہوگا
مئے کیسی دلکا خون بہتا ہوگا
یہ دستہ گردن صراحی بھی کبھی
ساقی کے گلے کا ہار رہتا ہوگا

شوکت

شعر اول میں ترقی مضمون صاف عیاں ہے۔ عیاں راچہ بیان۔ "گلے کا ہار" کیا خوب محاورہ بندھ گیا۔ انگریزی ترجمہ میں یہ لطف پیدا نہوگا۔

ہر چند کہ رنگ و بوے زیباست مرا
چون لالہ رخ و چو سرو بالاست مرا
معلوم نشد کہ در طرب خانۂ خاک
نقاش من از بہر چہ آراست مرا

خیام

شمشاد سا قد ہے پھول سا چہرا ہے
لیکن اس رنگ و بو سے حاصل کیا ہے

نقاش ازل نے اس نگارستان میں
تصویر بنا کے مجھ کو کیوں رکھا ہے

شوکت

دونوں رباعیوں کے آخری مصرعوں کو باہم مقابل کرو "نقاش من از بہر چہ آراست مرا" "تصویر بنا کے مجھ کو کیوں رکھا ہے" تصویر کے مختلف پہلوؤں پر اوّل غور کرو پھر دیکھو گے کہ خیام کے مصرعوں میں وہ پہلو نہیں ہیں۔

ہر سبزہ کہ در کنار جوئے رستت
گوئی زلب فرشتہ خوئے رستت

ہان بر سر سبزہ پا بخواری ننہی
کان سبزہ بخاک لالہ روئے رستت

خیام

ہیں سب لب جو میں لعل لب کے انداز
بھیگی ہیں مسیں ہوا ہے سبزہ آغاز

اے سبز قدم گیاہ مرقد کو نہ روند
اس سبزہ پہ سبزہ رنگ کرتے تھے ناز

شوکت

ترجمے کے دوسرے مصرعہ میں "بھیگی ہیں مسیں" کیا لطف دے گیا ہے۔ کیسے پاکیزہ الفاظ مل گئے ہیں۔ خیام کے دوسرے مصرعہ میں "گوئی" اور "لب" لطف سخن کو دوبالا کر رہے ہیں۔ مگر "لب جو" کے لئے "بھیگنا" جیسا مناسب واقع ہوا ہے اور "سبزہ آغاز" نے جو دلاویزی پیدا کی ہے اوس سے کیفیت کلام بمراتب بلند ہو گئی ہے۔ ترجمہ کے اخیر کے دونوں مصرعوں میں بھی سبزہ

کی رعایت نے رباعی کو سراپا مرصع کر دیا ہے۔ اس خصوصیت میں انگریزی ترجمہ بالکل ماند ہے۔

اگر جناب شوکت سب رباعیوں کا ترجمہ کر سکے تو کچھ شبہہ نہیں کہ سرمایہ اردو میں جواہر بے بہا کا اضافہ ہوگا۔

حسرت شروانی

رشحۂ کلک گہر سلک جناب شمس العلما نواب مولوی سید امداد امام صاحب فیلو آف مسلم یونیورسٹی

حامدًا و مصلیًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارباب واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ عمر خیام دولت علم سے مالا مال تھے۔ بلا گفتگو علمائے اسلام میں ان کو حکیم کا درجہ حاصل ہے۔ اہل یوروپ انہیں "ایسٹرانومر پوئٹ" اس لئے کہتے ہیں کہ علم فلکیات کے ساتھ ان میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت شاعری فطرت کے رو سے مودعہ تھی یوں علم و فضل جو کچھ انہیں نصیب تھا اہل علم کی اطلاع

سے باہر نہیں ہے مگر عامۂ خلائق میں ان کی شہرت ان کی رباعی نگاری
کی بناپر داقع ہوئی ہے۔ کیا شک ہے کہ اس یکتائے روزگار کی رباعیاں
حسن بیان اور لطافت معنی کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہیں۔ اگر
قابل قدر نہ ہوتیں تو اوس وقت کے سربرآوردہ ملکوں میں اونکی اسقدر
قدر نہ ہوتی۔ جرمنی میں کون ایسا تعلیم یافتہ شخص ہے، جو خیام کی رباعیات
کی خوبیوں سے واقف نہیں ہے۔ انگلستان کا بھی یہی حال ہے
یوروپ میں خیام کے نام کے کلب قائم ہوتے گئے ہیں مختصر یہ ہے
کہ رباعیات خیام شہرت خیام کا ایک بڑا ذریعہ ہوئی ہیں۔ اہل جرمنی
نے ان کا ترجمہ اپنی زبان میں کر ڈالا ہے۔ جرمن زبان سے
ان کا ترجمہ انگریزی زبان میں فٹیز جیرلڈ صاحب FITZ
GERALD) کیا ہے۔ پھر ونفیلڈ صاحب
(WHINFIELD) کا ترجمہ جو خود فارسی سے
انگریزی میں کیا گیا ہے ایک خوش اسلوب پیرایہ رکھتا ہے مگر
نہایت جائے حسرت ہے کہ جس کلام کی اسقدر قدر یوروپ
میں ہوئی ہے اوسکی اشاعت ہندوستان میں اردو زبان کے ذریعہ
سے ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ بہر حال جائے شکر ہے کہ اب
رباعیات خیام کا اردو ترجمہ عنقریب نذر ناظرین ہونے کو ہے۔

اس وقت جناب شوکت صاحب بلگرامی اس دشوار کام کے انجام کی طرف بڑی مستعدی کے ساتھ توجہ فرما ہیں۔ راقم نے حال میں حضرت ممدوح کی چند مترجم رباعیوں سے مستفید ہونیکا شرف حاصل کیا ہے۔ ماشاء اللہ ترجمہ کا انداز ایسا ہی خوب ہے کہ ترجمہ ترجمہ نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے امید ہوتی ہے کہ تمام ایسے دیار میں جہاں اردو بولی جاتی ہے خیام کی رباعیاں اردو میں ترجمہ ہوکر اصل کا لطف دکھلائینگی۔ کوئی شک نہیں کہ زبان اردو پر بڑا احسان حضرت شوکت کا ہو رہا ہے کہ ایسے مفید کام کی طرف جناب ممدوح نے اپنی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ انشاء اللہ تھوڑے عرصہ میں حضرت کی مترجم رباعیاں ہدیۂ ناظرین ہو سکینگی۔ خانۂ احسان آباد۔

احقر الانام امداد امام عفی عنہ
فیلو آف دی مسلم یونیورسٹی

جدول رباعیات مترجم افسر الشعراء آغا شاعر دہلوی و جناب شوکت بلگرامی مرحوم و مغفور

نمبر رباعی شوکت	نمبر رباعی آغا شاعر	نمبر رباعی شوکت	نمبر رباعی آغا شاعر
۱	۴	۱۶	۲۰
۲		۱۷	۴۷
۳		۱۸	۴۵
۴		۱۹	
۵	۱۲	۲۰	۳۶
۶		۲۱	
۷		۲۲	۳۷
۸		۲۳	۷۸
۹	۱۹	۲۴	
۱۰	۲۵	۲۵	۷۰
۱۱		۲۶	۳۸
۱۲	۲۹	۲۷	۵۶
۱۳	۴۸	۲۸	۱۴۹
[illegible]	۹۰	۲۹	
[illegible]	۱۳۷	۳۰	۱۷۲

نمبر رباعی شوکت	نمبر رباعی آغا شاعر	نمبر رباعی شوکت	نمبر رباعی آغا شاعر
۳۱		۴۷	
۳۲		۴۸	
۳۳	۱۸۹	۴۹	
۳۴		۵۰	۱۷
۳۵	۱۵۴	۵۱	
۳۶		۵۲	
۳۷		۵۳	۱۰۴
۳۸		۵۴	
۳۹	۱۱۶	۵۵	
۴۰	۱۸۴	۵۶	
۴۱		۵۷	
۴۲		۵۸	
۴۳		۵۹	
۴۴		۶۰	
۴۵		۶۱	
۴۶		۶۲	
	۶۳	۵۲	

رُباعیات

رباعی

آمد سحری ندا ز میخانهٔ ما
کای رند خراباتی دیوانهٔ ما
برخیز که پر کنیم پیمانه ز می
زان پیش که پر کنند پیمانهٔ ما

خیام

No. (1).

At dawn a cry throughout the
tavern shrilled,
"Arise my brethren of the
revellers' guild,
That I may fill our measures
full of wine,
Or e'er the measure of our
days be filled.

Whinfield.

۳

رباعی

مستی و لا کو ساقی مہر انگیز
سر مست ہے پر صراحی اور دامن ریز
دنیا کی یہ ہے آنکھ کھول اے محمود
لے جام صبوحی ، اے ہو جائے نہ زندگی کا ساغر لبریز
بیت

رباعی

این دهر که بود مدتی منزل ما
نامد بجز از بلا و غم حاصل ما
افسوس که حل نگشت یک مشکل ما
رفتیم و هزار حسرت اندر دل ما

No. (2).

This world, our sometime
lodging herebelow,
Doth yield us naught but store
of grief and woe,
And then, alas, with all our
doubts unsolved,
And heavy-hearted with regret
we go.

Whinfield.

رباعی

اک عمر ہم اس جہاں کی منزل میں رہے
غم جھیل کے خوش تھے ہر اک مشکل میں رہے
ہم بھی گئے جہان سے ناکام و حزیں
ارمان جو دل کے تھے وہ سب دل میں رہے

شوکت

رباعی

برخیز و بیا بتا برای دل ما
حل کن بجمال خویشتن مشکل ما
یک کوزه می بیار تا نوش کنیم
زان پیش که کوزها کنند از گل ما

خیام

No. (3).

Arise! and come, and of thy
courtesy,
Re:olve my weary heart's
perplexity,
And fill my goblet, so that
I may drink,
Or .e'er they make their
goblets out of me.

Whinfield.

رباعی

اے ساقیِ مست نازو خورشید جمال
آج اس دلِ خوں شدہ کی حسرت کو نکال
بھر کوزۂ مے، ملا لبوں سے لبِ جام
کل ہوگی یہ مشتِ خاک خود جامِ سفال

شوکت

رباعی

تا بتوانی رنجه مگردان کسی را
بر آتش خشم خویش منشان کسی را
گر راحت جاودان طمع میداری
می رنج همیشه و مرنجان کسی را

خیام

No. (4).

Whate'er thou doest, never
grieve thy brother,
Nor kindle fumes of wrath his
peace to smother.
Dost thou desire to taste
eternal bliss,
Vex thine own heart, but never
vex another.

Whinfield.

رباعی

رفتارِ فلک سے دل کو گرویدہ نہ کر
خوش ہو کے کبھی کسی کو رنجیدہ نہ کر
مطلوب اگر ہے دو جہاں کی دولت
خود رنج اُٹھا کسی کو رنجیدہ نہ کر

شوکت

رباعی ٥

هر چند که رنگ و بوی زیباست مرا
چون لاله رخ و چو سرو بالاست مرا
معلوم نشد که در طربخانهٔ خاک
نقاش ازل بهر چه آراست مرا

خیام

No. (5).

What thought 'tis fair to view,
this from of man,
I know not why the heavenl
Artisan
Hath set these tulip cheeks
and cypress forms
To deck the mournful halls of
earth's divan.

Whinfield.

رباعی ۵

شمشاد و سا قد ہے پھول سا چہرہ ہے
لیکن اس رنگ و بو سے حاصل کیا ہے
نقاشِ ازل نے اس نگارستان میں
تصویر بنا کے مجھ کو کیوں رکھا ہے

شوکت

رباعی

چون عهده نمی‌شود کسی فردا را
خوش دار تو حالی دل پر سودا را
می نوش بنور ماه ای ماه که ماه
بسیار بتابد و نیابد ما را

خیام

No. (6).

Since no one can assure thee
of the norrow,
Rejoice thy heart to-day, and
banish sorrow
With moonbright wine, fair
moon! the moon in heaven
Will look for us in vain on
many amorrow.

Whinfield.

رباعی

ساقی شب ماہ ہو، مئے سرخ نکال

کتنی ہی گزر گئی ہیں کتنے مہ و سال

ہم خاک میں مل جائیں گے اور جگر دل سے

نکلے گا مزار سے یہ جام ہلال

رباعی

در راه نیاز بر دو سر دل را دریاب
در کوی حضور مقبلی دل را دریاب
صد کعبه آب و گل بیک دل نرسد
کعبه چه روی برو دلی را دریاب

خیام

No. (7).

When seeking love pay court to
every heart,
When once admitted seize the
perfect heart;
A hundred Ka'bas equel not one
heart,
Seek not the Ka'ba, rather
seek the heart·

Whinfield.

رباعی

تو دیر میں بتخانہ و مہر جگنا تجھ میں ہے
باہم او وہی جان جو نہ دم سا تجھ میں ہے
دل میں مرے راز کبریا سما نہ سکے
پردہ کعبہ کا چھوڑ دل ہاتھ میں ہے

شوکت

رباعی ۸

ماییم نهاده سر بفرمان شراب
جان کرده فدای لب خندان شراب
تا ساقی ما حلق صراحی در دست
هر لب به لب ساغر آمده جان شراب

خیام

No: (8).

We bend our necks beneath the
yoke of wine,
Yea, risk our lives to gain
the smiles of wine,
While henchmen grasp the
flagon by the throat,
And squeeze thereout the life
blood of the vine.

Whinfield.

رباعی

ہیں مست وفا مطیع فرمان شراب
جانیں ہیں فدائے روئے خندان شراب
ساقی نے جو گردن صراحی تھامی
ساغر کے لبوں پہ آگئی جان شراب

شوکت

رباعی

با بط می‌گفت ماهی در تب و تاب
باشد که بجوی رفته باز آید آب
بط گفت که چون من و تو گشتیم کباب
دنیا پس مرگ ما چه دریا چه سراب

خیام

No. (9).

Quoth fish to duck, "'Twill be
a sad afair,
If this brook leaves its chan-
nel dry and bare ;"
To whom the duck, when I am
dead and roasted
The brook may mirage prove for
aught I care."

Whinfield

رباعی ۹

لطف سے کھتی ہماری سینہ کباب
کیا ہو جو تمھورے ازل سے آب

لطف نے جل کر کہا جب ہم نہ ہے
ہر ایک سے ہمارے کو بعد دریا واب
تو سکت

رباعی ۱۰

ای چرخ فلک خرابی از کینهٔ تست
بیدادگری شیوهٔ دیرینهٔ تست
ای خاک اگر سینهٔ تو بشکافند
بس گوهر قیمتی که در سینهٔ تست

خیام

No. (10).

Ah ! wheel of heaven to tyranny inclined,
'Twas e'er your wont to show yourself unkind ;
And, cruel earth, if they should cleave your breast,
What store of buried jewels they wouldfind!

Whinfield.

رباعی نمبر

پامال ہوا ہے فلک سے زمانہ تیرا
قبروں پہ بچھا ہے شامیانہ تیرا
اے خاک یہ بخت دل میں وارث یتیم
یاقوت و گہر نہیں خزانہ تیرا

نمونہ کرت

رباعی ۱۱

این کوزه چو من عاشق زاری بوده است

در بند سر زلف نگاری بوده است

این دسته که در گردن او می بینی

دستیست که بر گردن یاری بوده است

خیام

No. (11).

This jug did once, like me,
love's sorrows taste,
And bounds of beauty's
tresses once embraced,
This handle, which you see
upon its side,
Has many a time twined round
a slender waist !.

Whinfield.

رباعی

غم ہجر کا میری کس طرح سہتا ہوگا
سینے میں دل کا خون بہتا ہوگا
یہ دور سے گردن صراحی کی بھی
ساقی کے گلے کا ہار رہتا ہوگا

نوبت

رباعی ۱۲

هر سبزه که در کنار جوئی رسته است
گوئی ز لب فرشته خوئی رسته است
هان بر سر سبزه پا بخواری ننهی
کان سبزه ز خاک لاله روئی رسته است

خیام

No. (12).

Yon turf, fringing the margent
of the stream,
As down upon a cherub's lips
might seem,
Or growth from dust of buried
tulip cheeks,
Tread not the truf with scorn,
or light esteem!

Whinfield.

رباعی ۱۲

بنشین بلب جو و ز می لعل لب انداز
کین سبزه [illegible] هوای سبزه آغاز
[illegible] که فرو
ای سبزه [illegible] گیاه مرقت [illegible] هموار
این سبزه ز سبزه زار [illegible] تو رست

رباعی ۱۳

در فصل بهار با بتی حورسرشت
یک کوزه می اگر بود بر لب کشت
هر چند بنزد عامه این باشد زشت
از سگ بترم اگر برم نام بهشت

No. (13).

In the sweet spring a grassy
bank I sought,
And thither wine, and a fair
Hourie brought;
And, though the people called
me graceless dog,
Gave not to Paradise a second
thought.

Whinfield.

رباعی ۲۳

ہو جوشِ بہار ابرِ باراں و لبِ کشت
جامِ مے و دستِ ساقیِ حور سرشت
اس دورِ نشاط و بیخودی میں شوکت
دوزخ ہو نصیب یاد آئے جو بہشت

رباعی

من بنده عاصیم رضای تو کجاست
تاریک دلم نور و صفای تو کجاست
ما را تو بهشت اگر بطاعت بخشی
این مزد بود لطف و عطای تو کجاست

خیام

No (14)

I am an erring slave, accept
Thou me!
My soul is dark, make me Thy
light to see!
If heaven be but the wage for
service done,
Where are Thy bounty and Thy
charity?

Whinfield.

رباعی

ہوں غرق اگر گناہ و چوں غفران ہے یہاں
ہو قلب سیاہ نورِ ایمان ہو کہاں
فردوس ہو گر فقط عبادت کا عوض
اے بارِ الٰہ تیرا احسان ہو کہاں

شوکت

رباعی

خیام تنت بخیمه می ماند راست
سلطان روحست و منزلش دار فناست
فراش اجل از بهر دیگر منزل
ویران کند این خیمه چو سلطان از جا

خیام

No. (15).

Thy body 's like a tent which
for a space
Thy spirit doth with royal
presence grace;
When he departs comes the tent-
pitcher Death,
Strikes it. and moves to a new
haulting-place.

Whinfield

رباعی ۱۵

کس منہ سے بیاں ہوں مرے سینوں کے دکھڑے
ہیں من پہ جو پھول ہی سے تھے ٹکڑے
تن خیمہ ہے - روح شاہ - فراش اجل
راہی ہوئے بادشاہ خیمے اکھڑے

شوکت

رباعی

آن قصر که بهرام درو جام گرفت
آهو بره کرد و روبه آرام گرفت
بهرام که گور میگرفتی همه عمر
دیدی که چگونه گور بهرام گرفت

خیام

No. (16).

In these proud halls where
Bahram once held sway
The wild roes drop there and
tigers stray,
And that Imperial hunter in
his turn
To the great hunter Death is
fallen a prey

Whinfield.

رباعی

ہے فکرِ سخن شکاری کی نہ دُھن کا میرے سر ہے
ناقص مشقی خراب اب اس کا میرے سر ہے
جب تیرے پھیرے میں جب زمیں پہ پھر گئی تو
کہتا ہے فلک کہ یہ تو بد امر سر ہے

شوکت

رباعی ۱۷

گویند مرا بهشت با حور خوش است
من می‌گویم که آب انگور خوش است
این نقد بگیر و دست ازان نسیه بدار
کاواز دهل شنیدن از دور خوش است

خیام

No. (17).

They preach how sweet those
Houri brides will be,
But I say wine is sweeter-
taste and see!
Hold fast this cash, and let
that credit go,
And shun the din of empty
drums like me.

Whinfield.

رباعی

زاہد دیوانے خلد اور حور کے ہیں
عاشق میخوار آبِ انگور کے ہیں
لے جام شراب بول اٹھا غلط ہے سخن
چھوڑ ان کا خیال ڈھونڈ یہ دور کے ہیں

شوکت

رباعی

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست
بد کی کند آنکه نیکیش عادت و خوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو
با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

جامی

No. (18).

Kindness to friends and foes
itis well to show,
No kindly heart can prove un-
kind, I trow:
Harshness will alienate a
bosom friend,
And kindness reconcile a dead-
ly foe.

Whinfield.

رباعی

عالم گذران ہے جو ہو کرنا ہے
بازار جہاں میں پل کا سودا ہے
دل توڑ کے دوستوں کو دشمن نہ بنا
نیکی سے تو دشمنوں کو اپنا کر لے

شوکت

رباعی ۱۹

ای وای بر آن دل که در او سوزی نیست
سودا زدهٔ مهر دل افروزی نیست
روزی که تو بی عشق بسر خواهی برد
ضایع‌تر از آن روز ترا روزی نیست

خیام

No. (19).

Alas for that cold heart;
which never glows
And love, nor e'er that
charming sadness knows;
The days misspent with no re-
deeming love ;-
No days are wasted half as
much as those !

Winfield.

رباعی ۱۹

بیکار ہے دل جو آہ و دلدوز نہ ہو
کس کام کا ساز جس میں کچھ سوز نہ ہو
ہے حاصل عمر عشق زلف و رخسار
جینا ہے عبث جو یہ شب و روز نہ ہو

[illegible]

رباعی

دل سرّ حیات اگر کماهی دانست
در موت هم اسرار الٰهی دانست
امروز که با خودی ندانستی هیچ
فردا که ز خود روی چه خواهی دانست

خیام

No. (20).

If the heart knew life's
secrets here below,
At death 't would know God's
secrets too, I trow;
But, if you know naught here,
while still yourself,
To-morrow stripped of self,
what can you know.

Whinfield.

رباعی

اسرارِ خدا سے اُس کو جو مانے گا
وہ موت کو لطفِ زندگی جانے گا
ہستی میں نہ جب تو اپنی ہستی سمجھا
تو خاک میں مل کے خاک پہچانے گا

شوکت

رباعی ۲۱

این یک دو سه روزه نوبت عمر گذشت
چون آب بجویبار و چون باد بدشت
تا من باشم غم دو روزه نخورم
روزیکه نیامدست و روزیکه گذشت

خیام

No. (21).

My life lasts but a day or two,
and last
Sweeps by like torrent stream
or desert blast,
Howbiet of two days I take no
heed,–
The day that's future and the
day that's past.

Whinfield

رباعی ۳۱

یوں عمرِ عزیز کا زمانہ گزرا
جس طرح کہ تیز موج یاتن سا ہوا
بیکار ہی آج اس جہان میں شوکتؔ
گزرے ہوئے دن کی یاد و فکرِ فردا

شوکتؔ

رباعی ۲۲

گر در پی شهوت و هوا خواهی رفت
از من خبرت که بی‌نوا خواهی رفت
بنگر که کیی و از کجا آمده‌ای
میدان که چه میکنی کجا خواهی رفت

خیام

No. 22.

Who treads in passion's foot-
steps here below,
A helpless pauper will depart
I trow;
Remember who you are, and
whence you come,
Consider what you do and
whither go.

Whinfield.

اس حرص و ہوا سے کچھ نہ ہاتھ آئے گا جز داغ
کتنا مر اماں وریہ پچھتائے گا
تو کون ہے دیکھ اور یہ کیا کرتا ہے
آیا ہے کہاں سے اور کہاں جائے گا

شوکت

رباعی ۲۳

ابر آمد و باز بر سر سبزه گریست
بی بادهٔ ارغوان نمی باید زیست
این سبزه که امروز تماشاگه ماست
تا سبزهٔ خاک ما تماشاگه کیست

خیام

No. (23).

Down rain the tears from skies
enwrap in gloom,
Without this wine, the tulips
could not, bloom !
As how these flowerets yield
delight to me
So shall my dust yield flowers,
God knows for whom.

Whinfield

رباعی ۴۳

پھر بر سر سبزہ روتا ہے ابر
پھر بادۂ گلگوں کے لئے ہوں بے صبر
اس سبزہ پہ لوٹ آج میں پی دیکھوں
دل کس کا لبھائے گا مرا سبزۂ قبر

شوکت

رباعی

آن لعل گرانبها ز کانی دگر است
وان در یگانه ز نشانی دگر است
اندیشهٔ این و آن خیال من و توست
افسانهٔ عشق از زبانی دگر است

خیام

No. (24).

That pearl is from a mine unknown to thee,
That ruby bears a stamp thou canst not see,
The tale of love some other tongue must tell,
All our conjectures are but phantasy.

Whinfield.

رباعی

رنگِ لبِ لعل و نساں ہے یہ کچھ اور
یاقوت و گہر کی داستاں ہے یہ کچھ اور
سے بہت
حسنِ منعم سے یہ بیاں ہو رازِ الفت سو
افسانۂ عشق کی زباں ہے یہ کچھ اور
سے بہت سو

رباعی ۲۵

در عالم بیوفا که منزلگه ماست
بسیار بجستیم و بپایی کردم راست
چون از روی تو و ماه نیست روشن گفتم
چون قد تو سرو نیست میگویم راست

خیام

No. (25).

This faithless world, my home,
I have surveyed,
Yea. and with all my wit deep
question made.
But found no moon with face so
bright as thine,
No cypress in such stateliness
arrayed.

Whinfield.

رباعی ۲۵

سمجھے جو ہوئی تمام ساری کی وفات
بیکار ہے جستجو میں کھونا دن رات
سمجھا نہیں ماہتاب روشن ہے یہ
سمجھا نہیں سر و قد یہ سیدھی بات

شوکت

رباعی ۲۶

نیکی و بدی که در نهاد بشرست
شادی و غمی که در قضا و قدرست
با چرخ مکن حواله کاندر ره عقل
چرخ از تو هزار بار بیچاره‌ترست

خیام

No. (26).

The good and evil with man's
nature blent,
The weal and woe that Heaven's
decrees have sent,-
Impute them not to motions of
the skies,-
Skies than thyself ten times
more imputent.

Whinfield.

رباعی ۲۶

کیوں وہم ہے عداوت فلک پیر میں

شادی و غمی الگ سے تقدیر میں

کیا جی بہلا سکی تو ریگا ستم

بستہ نصیب اب یہ آئے جیل میں

شوکت

رباعی ۳۷

[illegible]

No. (37)

Oomrades! whene're ye meet together here,
Recall to mind the friend ye once held dear;
And, when the wine-cups reach his vacant seat,
Spill a few drops his thirsty dust to cheer.

Whinfield.

رباعی

کتنے پامال جور افلاک ہوئے
کتنوں کے الم سے پیرہن چاک ہوئے
نازاں ہو نہ گلعذار غنچوں کو دیکھ
آئے کھلے مرجھا کے گرے خاک ہوئے

شوکت

رباعی ۲۸

چون جان بلب آمد چه نشاپور و چه بلخ
پیمانه چو پر شود چه شیرین و چه تلخ
می نوش که بعد از من و تو ماه بسی
از سلخ بغره آید از غره بسلخ

خیام

No. (28).

When life is spent, what's
Balkh or Nishapore?
What sweet or bitter, when the
cup runs o'er?
Come drink! full many a moon
will wax and wane
In times to come, when we are
here no more.

Whinfield.

رباعی ۳۲

جب خاک اڑانا ہو تو طوفاں اڑا کر اور نیت میں ایک
مرقد کو زمین میں اور زمینیت میں ایک
ہر سال نیا نیا غلاف ہے زیبِ مزار
میت کا وہی کھٹا ہوا اوج تک ایک
نسبت

رباعی ۲۹

رفتیم و ز ما زمانه آشفته بماند
با آنکه ز صد گهر یکی سفته بماند
افسوس که صد هزار معنی دقیق
از بی‌خردی خلق ناگفته بماند

خیام

No. (29).

I passed away, while men to
folly clung,
And of my precious pearls not
one was strung;
Ah fools! there died with me a
thousand truths
Which never have been told and
never sung.

Whinfield.

رباعی ۲۹

مٹنے پہ بھی ہم سے خلق آشفتہ رہی
سلکِ گہرِ امید ناسفتہ رہی
جو منہ سے کہا اُسے نہ سمجھا کوئی
کہنے کی جو بات تھی وہ ناگفتہ رہی

شوکت

رباعی

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد
وین تازه بهار شادمانی طی شد
آن مرغ طرب که نام او بود شباب
فریاد ندانم که کی آمد و کی شد

خیام

No. (30).

Now is the time of my youth
outworn,
My happy spring by autumn
overborne;
Ah, bird of youth! I marked
not when you came,
Nor when you fled, and left
me thus forlorn.

Whinfield.

رباعی

افسوس کہ موسمِ جوانی گذرا
ہنگامِ بہارِ شادمانی گذرا
اُس وقت کھلا حبابِ عشرت تھا آب
جو وقت ہمارے سر سے پانی گذرا

رباعی ۳۱

یاران چو باتفاق میعاد کنید
خود را بجمال یکدگر شاد کنید
ساقی چو می مغانه بر کف گیرد
بیچاره فلان را بدعا یاد کنید

خیام

No. (31).

O comrades dear, when hither ye
repair
In times to come, communion
sweet to share,
While the cupbearer pours you
old Magh wine,
Call poor Khayyam to mind,
and breathe a prayer.

Whinfield.

رباعی ۳۱

جب سبزہ پہ چھائی ابر کالا کالا
اور ہو مئی سُرخ کا ہر اک متوالا
اُس وقت دعا سے یاد کرنا ساقی
اس رند کو تجھ پہ تھا جو مرنے والا

شوکت

رباعی ۳۲

این قافلهٔ عمر عجب می‌گذرد
دریاب دمی که از طرب می‌گذرد
ساقی غم فردای حریفان چه خوری
پیش آر پیاله را که شب می‌گذرد

خیام

No. (32).

Life's caravan is hastening on
its way;
Brood not on troubles of the
coming day,
But fill the wine-cup ere sweet
night be gone,
And snatch a pleasant moment
while you may.

Whinfield.

رُباعی ۳۲

حسرت ہی میں عمر اپنی ہیہات چلی
محفل میں نہ عشق کی کوئی بات چلی
ساقی شب ماہ اور ایسا اندھیر
نکلا نہیں آفتاب اور رات چلی

شوکت

رباعی

یاران موافق همه از دست شدند
در پای اجل یکان یکان پست شدند
بودند بیک شراب در مجلس عمر
دوری دو سه پیشتر ز ما مست شدند

خیام

No. (33).

My comrades all are gone ; Death,
deadly foe,
Hath caught them one by one, and
trampled low ;
They shared life's feast, and
drank its wine with me,
But lost their heads, and
dropped a while ago.

Whinfield.

رباعی ۳۲

یارانِ عدم رواں ہی دوست ہوئے
چھوٹے ہاتھوں سے وہ جام پر دل بستہ ہوئے
تھوڑا ہی سی پی کے سب اب مئے تمام
ہم کیف میں یار رہ گئے وہ بدمست ہوئے

شوکت

رباعی

ای بسکه نباشیم و جهان خواهد بود
نی نام ز ما و نی نشان خواهد بود
زین پیش نبودیم و نبد هیچ خلل
زین پس چو نباشیم همان خواهد بود

خیام

No. (34).

The world will last long after
my poor fame
Has passed away, yea, any my
very name.
Aforetime, ere we came, we
were not missed;
When we are dead and gone,
twill be the same.

Whinfield.

رباعی

ہم ہوں کہ نہ ہوں رہیگی دنیا یونہی
نازل فطرت کا ہے تقاضا یونہی
ہم سے پہلے بھی تھا یہی ہنگامہ
اور بعد بھی رہیگا میلا یونہی

رباعی

زان پیش که غمهات شبیخون آرند
فرمای که تا باده گلگون آرند
تو زر نه‌ای ای غافل نادان که ترا
در خاک نهند و باز بیرون آرند

خیام

No. (35)

Ere sorrows' inroads make re-
sistance vain,
Bid them with rosy wine your
strength sustain;
You are not gold; once hidden
in the earth,
No one will care to dig you
up again!

Whinfield.

رباعی ۳۵

آجائیگا وقت بد تو ٹلنے کا نہیں
لے جام کہ پھر یہ دور چلنے کا نہیں
اے بندۂ زر و فتنۂ زر کی طرح
تو خاک میں گر کے پھر نکلنے کا نہیں

شوکت

۳۶

رباعی

خورشید کمند صبح بر بام افگند
کیخسرو روز باده در جام افگند
می خور که منادی سحر گه خیزان
آوازه [illegible] و در ایام افگند

خیام

No. (36).

The sun doth smite the roofs
with orient ray,
And, Khusrao-like, his wine-
red sheen display;
Arise, and drink! the herald
of the dawn
Proclaims the advent of anotehr
day.

Whinfield.

رباعی

سورج نے کمند اپنی پھینکی سرِ بام
کیخسرو روز نے بھرا نور کا جام
آوازہ اشربوا چلا دور اٹھے
ہاں دفعِ خمارِ شب صبوحی کا پیام

شوکت

رباعی ۳۷

یاران بموافقت چو دیدار کنید
باید که ز دوست یاد بسیار کنید
چون بادهٔ خوشگوار نوشید بهم
نوبت چو بما رسد نگونسار کنید

خیام

No. (37).

Comrades! whene're ye meet together here,
Recall to mind the friend ye once held dear;
And, when the wine-cups reach his vacant seat,
Spill a few drops his thirsty dust to cheer.

Whinfield.

رباعی

رندو جو خیال بادہ خواری کے لئے

لازم ہے لحاظ پاسداری کے لئے

رتبہ یہ ذرا سی مئے پہ کھو دینا نہ

اس دور میں جب ہماری باری آئے

شوکت

رباعی ۳۸

چندان کرم و لطف ز آغاز چه بود
وان داشتنم در طرب و ناز چه بود
اکنون بهمه در رنج دلم می کوشی
آخر چه گناه کرده ام باز چه بود

خیام

No. (38)

Why didst Thou at the first
pour down on me
Such favours and such sweet
prosperity,
And now endeavour to afflict
my heart?
What is it I have done to
anger Thee?

Whinfield.

رباعی ۳۸

وہ پہلے پہل کا دل لگانا کیا تھا
وہ لطف و کرم وہ ناز اٹھانا کیا تھا
آخر میں جو ربط تھا گھٹانا منظور
اوّل شوکت کا دل بڑھانا کیا تھا

شوکت

رباعی ۳۹

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد
وز بهر نشست آشیانی دارد
نه خادم کس بود نه مخدوم کسی
گو شاد بزی که خوش جهانی دارد

No. (39)

Let him rejoice who has a
loaf of bread,
A little nest wherein to lay
his head,
Is slave to none, and no man
slaves for him,-
In truth his lot is wondrous
well bestead.

Whinfield.

رباعی

پچھ نان حسن کا دو جو عاشق توشہ
اور سر کے چھپانے کو ذرا سا گوشہ
دیکھیں نہ بہشت کے پھر ہم مستِ عشق
انگور جناں کا بھی جو اُرسے خوشہ

شوکت

رباعی

فردا که نصیب نیکبختان بخشند
سهمی بمن از برای ایشان بخشند
گر نیک بوم مرا از ایشان شمرند
ور بد باشم مرا بدیشان بخشند

No. (40).

Then, when the good receive
their portions due,
To this poor wretch will fall
a portion too;
If good, I shall be numbered
with the good,
If wicked, through the good
find mercy too!

Whinfield.

رباعی

جب قصر طلا سے خلد ہونگے تقسیم
مجھ رند کو بھی ملیگا ایک ساغر سیم
ناجی بہرا تو ہوگا نیکوں میں شمار
ورنہ صدقے میں ان کے بخشیگا کریم

شوکت

رباعی

حال گل و مل باده پرستان دانند
نه تنگدلان و تنگدستان دانند
از بیخبری بیخبران معذورند
ذوقیست درین شیوه که مستان دانند

خیام

No. (41).

'Wine's power is known to wine-
bibbers alone,
To narrow heads and hearts 'tis
never shown;
I blame not them who never
felt its force,
For, till they feel it, how
can it be known?

Whinfield.

رباعی

دل تنگوں اور نہ تنگدستوں سے پوچھ
حال گل و بلبل بادہ پرستوں سے پوچھ
اس بے خبری کو بے خبر کیا جانیں
مال بیخودی شوق کو مستوں سے پوچھ

شوکت

رباعی

زاهد بکرم ترا چو ما نشناسد
بیگانه ترا چو آشنا نشناسد
گفتی که گنه کنی بدوزخ بریمت
این را بکسی گو که ترا نشناسد

خیام

No. (42).

Can alien zealots all Thy
kindness tell,
Like us who in Thy intimacy
dwell?
Thou say'st "All sinners will
I burn with fire."
Say that to strangers, we
know Thee too well.

Whinfiled.

رباعی ۲۲

کعبے میں ترے کرم کے افسانے ہو

کیا اور کہیں اتنا ہی بیگانے ہو

زاہد ہے کہتے ہیں مے و رندی ہیں عاصی

یہ اس سے کہیں بھی جو بیگانے ہو

شوکت

رباعی

این جمع اکابر که مناصب دارند
از غصه و غم ز جان خود بیزارند
وانکس که اسیر حرص چون ایشان نیست
وین طرفه که او را بکسی می‌نشمارند

خیام

No. (43).

Strange! the great lord, the
wealthy citizen
Find their own lives a burden
sore, but when
They meet with poorer men, not
slaves to sense,
They scarcely deign to reckon
them as men.

Whinfield.

رباعی

جتنے ہیں جہاں میں صاحب تاج و سریر
ہیں حرص و ہوا و غصہ و غیرہ میں اسیر
اور دولت فقر سے جو ہیں مستغنی
یہ بندۂ حرص شوکت ان کو سمجھے ہیں حقیر

رباعی

وین چرخ که با کسی نمی‌گوید راز

کشتست بظلم صد چو محمود و ایاز

می خور که بکس عمر دوباره ندهند

وانها که شدند کس نمی‌آید باز

خیام

No. (44).

This wheel that doth to none
its aims explain
Full many a Mahmud and Ayaz
hath slain ;
Come, let us drink, they grant
us not two lives,
When one is spent, we find it
not again.

Whinfield.

رباعی

ہائے صبح کی یہ بہار اے جان بہار
میں پیتا ہوں گھونٹ گھونٹ اور بچا ہو تیار
سونے والے نہیں اٹھائے یہ لطف
جانے والے نہیں پلٹتے زنہار

شوکت

رباعی ۴۵

ای بر همه سروران عالم فیروز
دانی که چه وقت مستی بود روح افروز
سه شنبه و دو شنبه و یکشنبه و چهار
پنجشنبه و آدینه و شنبه شب و روز

خیام

No. (45).

Prophet, o'er kings predomi
nent in might,
Know'st thou when wine can
make our spirits light?
On Sunday, Monday, Tuesday,
Wednesday, Thursday,
Friday, and Saturday, both day
and night!

Whinfield.

رباعی

ہیں ٹھیک کو بنائے اوراں سنتیں نوآموز
باری کو نسا وقت میں یکشی اروح فروز
ہفتہ اتوار پیر سے منگل اور بدھ
پنجشنبہ و جمعہ اور ہر شب ہر روز
نحوست

رباعی

بازی بودم پریده از عالم راز
تا بوکه برم من از نشیبی بفراز
اینجا چو نیافتم کسی محرم راز
زان در که درآمدم برون رفتم باز

خیام

No. (46).

I flew here, like a bird from
the wild, in aim
Upto a higher nest my course
to frame;
But, finding here no guide who
knows the way,
Fly out by the same door where
through I came.

Whinfield.

رُباعی

گلزارِ جہاں کا رنگ لوٹایا ہم نے
ہر بُو سے مشامِ جاں بسایا ہم نے
پایا جو نہ ہم صفیر دنیا میں کوئی
اِس باغ سے آشیاں اُٹھایا ہم نے

شوکت

رباعی

یک چند بکودکی باستاد شدیم
یک چند باستادی خود شاد شدیم
پایان سخن شنو که ما را چه رسید
از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم

No. (47).

I studied with the masters
long ago,
And then myself taught pupils
what I know;
Hear now the sum and upshot
of it all,-
"We come from earth and to the
winds we go."

Whinfield.

رباعی

پہلے مکتب کے درس سب یاد ہوئے
پھر علمِ کلام سے خود استاد ہوئے
دنیا میں کمال نے دکھایا جو زوال
ہم خاک سے پیدا ہوئے برباد ہوئے

شوکت

رباعی

گل گفت که دست زرفشان آوردم
خندان خندان سر به جهان آوردم
بند از سر کیسه برگرفتم رفتم
هر نقد که بود در میان آوردم

خیام

رباعی ۱۹۲۸

شبنم سی کو پھول مع رفیقاں آتے ہیں
ہنس ہنس کے یہ میکوں سے کوثر آتے ہیں
زردی ہی میں پیراہن اس کو مٹھیاں بھر بھر
دامن کو جھٹک کے یاں سے وہ اٹھ جاتے ہیں

شوکت

رباعی ۴۹

من باده خورم ولیک مستی نکنم
الا بقدح دراز دستی نکنم
دانی غرض از می پرستی چه بود
تا همچو تو خویشتن پرستی نکنم

خیام

No. (49).

Though I drink wine, I am no
libertine,
Nor I am grasping, save of
cups of wine;
You ask me why I worship wine?
Because
To worship self, like you, I
still decline.

Whinfield.

رباعی

ہے مجھ پہ حرام مے پرستی کرنا
یا تیری طرح دراز دستی کرنا
یا تیری شان ہے
کس طرح ادا ہو بس تیری مستی کرنا
مقصود ہے تیری خود پرستی [illegible]

رباعی ۵۰

من بی می ناب زیستن نتوانم
بی باده کشید بار تن نتوانم
من بندهٔ آن دمم که ساقی گوید
یک جام دگر بگیر و من نتوانم

خیام

No. (50).

Endure this world without wine
I cannot!
Drag on life's load without my
cups I cannot!
I'm slave of that sweet moment
when they say,
"Prithee, take one more goblet,"
and I cannot!

Whinfield.

رباعی ۵

جب بادۂ خوشرنگ کو اردم سے پئیں

ہوش آئے تو سر بہ بارِ غم سے پئیں

شوکت

اللہ یہ شانِ بےخودی

وہ جام بڑھائے اور ہم سے پئیں

شوکت

٥١

رباعی

گل گفت که من یوسف مصر چمنم
یاقوت گرانمایه پر زر دهنم
گفتم چو تو یوسفی نشانی بنما
گفتا که بخون غرق نگر پیرهنم

خیام

No. (51).

Quoth rose, "I am the Yusuf
flower, I swear,
For in my mouth rich golden
gems I bear:"
I said, "Show me another
proof," Quoth she,
"Behold this blood-stained
vesture that I wear!

Whinfield.

رباعی

گل کہتا ہے میں ہوں یوسف مصر چمن

الفت نے کہا کہ چاک ہے پیراہن

کہتا ہوں نج چمن میں دکھلاتاں یوسف کا

کہتا ہے کہ دیکھ خوں بھرا پیراہن

تو گت

رباعی ۵۲

چون حاصل آدمی درین شورستان
جز خوردن غصه نیست تا کندن جان
خرم دل آنکه زین جهان زود برفت
آسوده کسی که خود نیامد بجهان

خیام

No. (52).

Since all we gain in this abode
of woe
Is sorrow's pangs to feel, and
grief to know,
Happy are they that never come
to all,
And they that, having come, the
soonest go!

Whinfield.

رباعی

بازارِ جہاں میں کیوں نہ جینا ہو گراں
راحت نایاب ہے جنسِ غم ہے ارزاں
سب سے پوچھو جو ہم سے پہلے گزرے
پچھتا رہے ہیں جو عدم سے آئے یہاں

شوکت

رباعی عدده

ناکرده گناه در جهان کیست بگو
وانکس که گنه نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی
پس فرق میان من و تو چیست بگو

خیام

No (93).

Was e'er man born who never
went astray?
Did ever mortal pass a sinless
day?
If I do ill and Thou requite
with ill,
Wherein does our behaviour dif-
fer, pray?

Whinfield.

رباعی ۵۳

آفاق میں سب کو دن بدن چھٹا ہی دیتا
بیٹے بھی کسی کو نہ ترے جیسا ہے دیتا
کرتا ہی بروں سے گر برائی کا سلوک
پھر جود و عطا میں فرق کیا ہی دیتا

شوکت

۵۴

رباعی

ای آب حیات مضمر اندر لب تو
مگذار که بوسه لب ساغر لب تو
گر خون صراحی نخورم مرد نیم
او خود که بود که لب نهد بر لب تو

خیام

No. (54).

The fount of life is in that lip
of thine,
Let not the cup's lip touch that
lip of thine.
Beshrew me, if I fail to drink
his blood,
For who is he, to touch that
lid of thine?

Whinfield

رباعی

وہ پھول سا منہ کر کے اُٹھے تو سرِ شام
ہو لالہ زار بانِ چمن موج سی اور لبِ بام
کیوں مجھ پہ حلال ہو نہ خونِ مینا
گستاخ نے کی بار زندگی مجھ پہ حرام

شوکت

رباعی ۵۵

آن قصر که بر چرخ همی زد پهلو
بر درگه او شهان نهادندی رو
دیدیم که بر کنگره‌اش فاخته‌ای
بنشسته همی گفت که کوکو کوکو

No (55).

Yon palaee, towering to the
welkin blue,
Where kings did bow them down,
and homage do,-
I saw a ringbow on its turrets
perched,
And thus he made complaint,
"Coo Coo Coo!"

Whinsield.

رباعی ۵۸

یہ کیا ہیں شکستہ جو قصرِ مینو

بستے تھے جہاں کبھی سلاطین ہر سو

آتی نہیں اب وہاں نقیبوں کی صدا

چلاتی ہے فاختہ کہ کو کو کو کو

شوکت

رباعی ۵۶

بنگر ز صبا دامن گل چاک شده
بلبل ز جمال گل طربناک شده
در سایهٔ گل نشین که بسیار این گل
از خاک برآمد و بر خاک شده

خیام

No. (56).

Bulbuls, doting on roses, oft
complain
How froward breezes rend their
veils in twain;
Sit we beneath this rose, which
many a time
Has sprung from earth, and drop-
ped to earth again.

Whinfield.

رباعی

غنچے میں گل و غنچہ نکلتے ہیں جس بیل سے ہے منہ نہال
گلستاں سے تو پڑی رہنا خاص عمر تو بھی نکال

مٹی ہو کے نکلا ہے جب نشتر سے یہ پھول
گل ہو گئے بکھر کے سب زمین پر پامال

شوکت

رباعی

ای سوخته سوختهٔ سوختنی
وی آتش دوزخ از تو افروختنی
تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن
حق را تو کجا به رحمت آموختنی

خیام

No. (57).

Ah, brand! Ah, burning brand!
foredoomed to burn
In dread Gehennom's furnace
in thy turn!
Presume not to teach Allah
clemency,
For who art thou to teach,
or He to learn?

Whinfield.

رباعی

شوکت دوزخ کا دل جلانے والا
گلزار جناں پہ خار کھانے والا
کہتا ہے خدا سے رحم کر شانِ خدا
تو کون اُسے کرم سکھانے والا

شوکت

رباعی ۶۸

تنگی می لعل خواهم و دیوانی
سد رمقی باید و نصف نانی
وانگه من و تو نشسته در ویرانی
خوشتر بود از مملکت سلطانی

خیام

No. (68).

Give me a skin of wine, a crust
of bread,
A pittence bare, a book of
verses to read;
With thee, O love, to share my
solitude,
I would not take the Sultan's
realm instead!

Whinfield.

رباعی

ہو بادۂ گلگوں سے سیہ بیاضِ اشعار
سیکھو نا آج چمن میں ابر برسے کو دن ادار
ویرانہ ہو میں ہوں بھول اور وہ گلرخسار
باقی ہے یہ آرزو تو جنت سے بنا

شوکت

رباعی ۵۹

گر آمدنم بمن بدی نامدمی
ور نیز شدن بمن بدی کی شدمی
به زان نبدی که اندرین عالم خاک
نه آمدمی نه شدمی نه بدمی

خیام

No. (59).

I never would have come, had I
been asked!
When would I choose to go, if I
were asked?
I would forswear this world,
and would dispense
With coming, being, going,
were I asked!

Whinfield.

رباعی

آئے نہ عدم سے یاں جو قدرت ہوتی
جاتے نہ یہاں سے ہم جو راحت ہوتی
بہتر تو یہ تھا کہ عالم نزع کا ہیں
آتے جاتے نہ یاں کو طبیعت ہوتی

شوکت

رباعی — شصتم

ای چرخ چه کرده‌ام ترا راست بگوی
پیوسته فکنده‌ای مرا در تک و پوی
نانم ندهی تا نبری آب ز کوی
آبم ندهی تا نبری آب ز روی

خیام

No. (60).

O wheel of heaven, what have I
done to you.
That you should thus oppress me?
tell me true;
To get a drink I have cringe
and stoop,
And for my bread you make me
beg and sue.

Whinfield.

رباعی

اے چرخ بتا یہ کس خطا کی تھی سزا
رکھا جو یہاں اسیر گرداب بلا
اک پارۂ ناں خونِ دل پی کے ملا
اک جرعۂ آب آبرو لیکے دیا

شوکت

رباعی

آدم چو صراحی بود و روح چو می
قالب چون نی بود و صدا اندر وی
دانی چه بود آدمی خاکی پی
فانوس خیالی و چراغی در وی

خیام

No. (61).

Man is a cup, his soul the wine
therein;
Flesh is a pipe, spirit the
voice within.
O Khyyam, have you fathomed
what man is?
A magic lantern with a light
therein!

Whinfield.

رباعی

اے جامِ سفال جسم اور روح ہے مے
وابستہ ہے تو گفتگو نغمہ سے
ہستی مری کیا ہے اک اس سینہ فگار میں
فانوسِ خیال شمع سے روشن ہے

شوکت

رباعی

افتاده مرا با مے و مستی کارے
خلقم چه می کنند ملامت بارے
ای کاش که هر حرام مستی دادے
تا من به جهان ندیدمے هشیارے

خیام

No. (62).

I take it hard that men should
rail at me,
When'er I swerve I swerve from
sobriety;
Ah! if all peccadilloes made us
drunk,
How many sober persons should I
see?

Whinfield.

رباعی

ہر ایک گناہ میں جو مستی ہوتی
بدنام کبھی نہ مے پرستی ہوتی
میں نشہ سے جس طرح ہوا ہوں بیخود
ہوتی یونہی تمام ہستی ہوتی

شوکت

رباعی ۶۳

پیش از من و تو لیل و نهاری بوده است
گردنده فلک نیز بکاری بوده است
زنهار قدم بخاک آهسته نهی
کان مردمک چشم نگاری بوده است

خیام

No. (63).

Days changed to nights, ere you
were born, or I,
And on its business ever rolled
the sky;
See you tread gently on this dust,
perchance,
'Twas once the apple of beauty's
eye.

Whinfield.

رباعی

پہلے بھی یہ دور دور دار دنیا ہوگی
پہلے بھی یہ زمانہ رنگ جہاں بیتا ہوگی
پہلے بھی یہ کچھ سے کچھ اس خاک سے اُڑ کے یہ قیام دو گھڑی
یہ مرد ہے ستم کش تمنا ہوگی

شوکت

مطبوعہ

مطبع مکتبہ ابراہیمیہ اسٹیشن روڈ

حیدرآباد دکن

٣٨٥٥

مے دو آتشہ

یعنی

ترجمہ رباعیات عمر خیام نیشاپوری

از

شوکت بلگرامی

مرتبہ

سید محمد علی بلگرامی

صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ ناندیڑ